Woodbrooke Series.

RELIGION AND PRAYER

By Prof. Lootfy Levonian.

مذہب اور دُعا

مُصنّفہ

پروفیسر لُطفی لیوونیان صاحب

مترجمہ مسز ایف۔ڈی۔ وارث صاحبہ
بی۔اے۔ منشی فاضل

پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی

انار کلی۔لاہور

The Punjab Religious Book Society,

Anarkali, Lahore.

RELIGION AND PRAYER

مذہب اور دُعا

دُعا مذہبی زندگی کی علامت ہے۔ دُعا مذہب کی مرکزی حقیقت ہے۔ دیندار ہونے سے مرد دُعا ہونا مراد ہے۔ جہاں دُعا نہیں وہاں مذہب بھی نہیں۔ جو تعلق نبض کا صحت اور دم کا انسانی جسم کے ساتھ ہے وہی تعلق دُعا کا رُوحانی زندگی کے ساتھ ہے۔ دُعا فقط حالتِ وجد نہیں بلکہ وہ خدا کے ساتھ شخصی تعلق و رفاقت ہے۔ دُعا کرنا خدا سے وصل پیدا کرنا ہے۔ جیسے خادم کا اپنے آقا اور بیٹے کا اپنے باپ اور دوست کا دوست کے ساتھ تعلق ہوتا بعینہٖ دُعا کرنا خدا سے علاقہ رکھنا ہے۔ ایمان دُعا کے بغیر محض ایک خشک اعتقاد ہے اور عبادت ایک بیرونی رسم اور زندگی ایک شجرِ بے ثمر ہے۔ دُعا کے بغیر خدا اور انسان ایک دوسرے سے دُور رہتے ہیں۔ خدا آسمان پر اور انسان زمین پر۔ دُعا ایک حقیقی رشتہ ہے جو انسان کو خدا کے ساتھ پیوست کرتا ہے۔ دُعا خدائے عظیم و بزرگ کو انسان کے دِل کے اندر لاتی ہے اور گرسنہ اور پژمُردہ دِل کو رُوحانی خوراک سے سیر کرتی ہے۔ دُعا رُوحانی زندگی اور ایک زبردست طاقت ہے۔

دُعا کا استعمال زمانہ قدیم سے مروج ہے۔ انسان ہر وقت اور ہر جگہ دُعا کرتا رہا ہے۔ بیسویں صدی کے مہذب لوگوں کی مانند وحشی اقوام غاروں میں اور خانہ بدوش صحراؤں میں دُعا کرتے رہے ہیں۔ انسان کی اس دُعا کی خواہش کے آغاز سے کوئی واقف نہیں۔ انسان دُعا کرتا ہے اس لئے کہ اس کے باطن میں اشتہا ہوتی ہے۔ نام و ناموس اور دولت و ثروت انسانی رُوح کو آسودہ اور مطمئن نہیں کر سکتیں۔ دُعا اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ انسان اس موجودہ زندگی کے بعد ایک اور زندگی اور اس دُنیا کے بعد ایک اور دُنیا کی تلاش میں ہے۔ دُعا یہ ظاہر کرتی ہے کہ انسان اس موجودہ زندگی کے اختتام پر ایک ابدی رفاقت کا جویاں ہے جو خدا کے ساتھ ہوگی۔ دُعا کوئی انسانی ایجاد نہیں بلکہ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان خدا کی صورت پر خلق کیا گیا ہے۔ دُعا کی اصلیت اور اُس کے آغاز کو سمجھنے کے لئے ہم کو اوّل خدا کی اصلیت اور اُس کے آغاز و مبدا کو سمجھنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ یہ ایک امر ناممکن ہے لہٰذا دُعا ایک راز ہے۔ دُعا محبت ہے۔ اس کا تجزیہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کوئی فرضی شئے یا تصور نہیں ہم کمزوری کی حالت میں دُعا کے لئے سر بسجود ہوتے ہیں۔ لیکن زور اور طاقت حاصل پاکر پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دُعا ہمارے دِلوں کو منزہ اور مصفا کرتی ہے۔ وہ تمام مانع اشیا کو جو ہمارے اور خدا کے درمیان حائل ہیں دور کر دیتی اور ہم کو خدا کے ساتھ پیوستہ کرتی ہے۔

دُعائیں مختلف اقسام کی ہوتی ہیں۔ انسان متفرق طریقوں سے اور انواع و اقسام کے مقاصد کے لئے دُعا کرتا رہا ہے۔ دُعا کی تاریخ مذہب کی تاریخ ہے۔ دُعا مذہب کے دوش بدوش ترقی کرتی اور بدلتی گئی ہے۔ دُعا کا

انسانی تصوّر بھی مذہب کے انسانی مفہوم کے ساتھ ساتھ پاک ہوتا گیا ہے۔ دُعا کی قدیم صورت بالکل سادہ تھی بلکہ وہ سحر و افسوں سے مشابہ تھی۔ اور دُعا کی وہ صورت قربانی اور رسمیات سے متعلق تھی۔ یعنی اس کو جو دُعا کرنا چاہتا تھا اپنے معبُودوں کے حضور قربانی بھی گزرانی پڑتی تھی ورنہ اُس کی دُعا قبول نہ ہوتی تھی۔ قربانی کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ معبُود راضی ہوں اور ہماری حاجتوں کو رفع کرنے کے لیئے اپنی طاقت و قدرت کو استعمال میں لائیں۔ اسی وجہ سے قدیم مذاہب میں قُربانی کو ایسا اعلےٰ رُتبہ دیا جاتا تھا اور قربانی کے گذرانے سے متعلق بڑے سخت قواعد و قوانین تھے۔ زمانہ سابق میں جو شخص دُعا کرنا چاہتا تھا اس کو ان قوانین کے ماتحت ہونا پڑتا تھا۔ موجودہ زمانہ میں بھی بے شمار مقامات میں دُعا کے ساتھ قُربانی کی شرائط وابستہ ہیں۔ لیکن جوں جوں انسان اپنے مفہوم مذہب میں ترقی کرتا گیا ہے۔ توں توں وہ دُعا کو قُربانیوں سے جُدا کرتا گیا ہے۔ انسان کے پاس کوئی ایسی قربانی نہیں جس کو وہ خدا کے حضور گذران سکے کیونکہ ہر ایک شے جو اس کے پاس ہے خدا کی ملکیت ہے۔ اس کی ہر ایک چیز خدا کی عطا کردہ ہے۔ علاوہ ازیں ہم خدا کو نذرانوں اور قُربانیوں کے ذریعہ سے خوش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ ہم سے ظاہری قربانی کا خواستگار نہیں۔ اس کو ہمارے دل اور محبّت کی ضرورت ہے۔ خدا مادّی قُربانیاں نہیں چاہتا بلکہ وہ انصاف اور راستی کا خواہاں ہے۔ ایک قدیم مصنّف قُربانی کی نسبت یُوں رقمطراز ہے "خدا تجھ سے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا ہے کہ تو انصاف سے کام لے۔ رحم سے محبّت رکھے اور فروتنی سے خدا کے حضور چلے" اس کا کلام بالکل صحیح اور درست ہے۔ متعدد اشخاص نے منہاج العدل سے عدول کر کے یہ جانا کہ خدا کو قُربانی

کے ذریعہ سے خوش کریں۔ حقیقی دُعا اس قسم کے بُرے خیالات اور مقاصد سے مبترہ ہے۔ خدا کے حضور انسان کی بہترین قُربانی اُس کا دل اور اُس کی زندگی ہے اور خدا ہم سے اس کے سوا اور کچھ طلب نہیں کرتا۔

زمانہ قدیم کے باشندوں نے دُعا کو خاص مقامات سے منسوب کیا ہے۔ اُن کا خیال تھا کہ دُعا صرف انہیں مقامات میں مقبول ٹھہرتی ہے۔ لہٰذا وہ دُور دراز مُلکوں سے آتے تھے تاکہ اس خاص مقام میں اپنی دُعاؤں اور مناجات کو خدا کے حضور پیش کریں۔ بے شمار مندر۔ پیروں فقیروں کے مقبرے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں۔ چشمے۔ درخت وغیرہ متبرک اور پاک تصور کئے گئے ہیں۔ اور لوگ مجبوراً وہاں دُعا کے لئے جاتے رہے ہیں۔ یہ فقط دُعا کے متعلق سطحی تصور کا نتیجہ ہے۔ گویا کہ خدا فقط ایک خاص مقام میں مل سکتا ہے اور ہر جای حاضر و ناظر نہیں۔ خدا رُوح ہے۔ وہ جسم نہیں رکھتا۔ خدا مکان و زمان کی قید سے محدود نہیں۔ وہ ہر جگہ حاضر ہے۔ اور جہاں کہیں دُعا کی جائے وہ اس کو قبول کرتا ہے۔ خدا کو مقام و وقت سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ عابد کے دل پر نظر کرتا ہے۔ وہ ہر دُعا کو جو سنجیدگی کے ساتھ کی جاتی ہے سُنتا ہے۔

قدیم زمانہ کے لوگوں نے دُعا کو خاص اوقات اور موسموں سے متعلق کیا ہے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ انہیں خاص اوقات کی دُعا مقبول ٹھہرتی ہے۔ وہ خدا کو ایسا بادشاہ تصور کرتے تھے۔ جو فقط اُن خاص مقررہ اوقات پر مل سکتا تھا۔ درحالیکہ خدا کے سامنے وقت کچھ معنی نہیں رکھتا۔ بے شک خدا مقررہ اوقات پر دُعا سنتا ہے لیکن اسی طرح وہ ہر وقت بھی دُعا سُننے کو تیار ہے۔ خدا وقت کا خیال نہیں کرتا بلکہ اُس کی نظر دُعا کرنے والوں کے دِل پر ہوتی ہے۔ وہ دُعا جو خلوص دِل سے کی جاتی ہے ضرور خدا کے حضور قبول ہوتی ہے۔

اسی طرح قدیم زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا کہ وہی دُعائیں سنی جاتیں اور مؤثر ہوتی ہیں جو خاص زبان یا الفاظ میں کی جاتی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے چند ایک جملات ازبر کر لئے اور بوقت ضرورت اُن کو دُہراتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ دُعائیں جو کسی اور زبان میں کی جاتی تھیں کارگر نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن خدا کے حضور زبان کچھ معنے نہیں رکھتی۔ وہ تمام زبانوں کو سمجھتا ہے۔ زبان محض انسانی ایجاد ہے اور فقط انسانی جذبات اور خیالات کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ آسمان سے کوئی زبان نازل نہیں ہوئی۔ خدا زبان پر نہیں بلکہ انسانی دِل پر نظر کرتا ہے۔ اس کو رسمی زبان اور الفاظ سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ صدق دِلی کا خواہاں ہے۔ جوں جوں انسان خدا اور مذہب سے متعلق اپنے تصورات کو بدلتا اور اپنے تعصبات کو دُور کرتا گیا ہے۔ توں توں ایک ایسی زبان کے استعمال کے متعلق جو کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی اس کے خیالات تبدیل ہوتے گئے ہیں۔ وہ اب اپنی مادری زبان میں دُعا کرتا ہے بلکہ اس نے اپنی کتب مقدسہ کا ترجمہ بھی اپنی مادری زبان میں کر لیا ہے تاکہ عوام اس کا مطالعہ کر سکیں۔ مذہبی تاریخ میں یہ ایک بڑی ترقی کی منزل ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے انسان کے لئے خدا تک پہنچنے کی راہ کھل گئی ہے اور اب لوگ خدا کے حضور اپنے دِل کے تمام جذبات اور خیالات کا اظہار اپنی زبان میں کر سکتے ہیں۔ دُعا خدا کے ساتھ رشتہ و تعلق پیدا کرنا ہے۔ اور یہ رشتہ اُسی وقت قائم ہو سکتا ہے جبکہ طرفین اس زبان کو جس میں دُعا کی جائے بخوبی سمجھ سکیں۔ دُعا محبت ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ زبان سے ایک لفظ نکالے بغیر بھی دُعا کی جائے جس طرح کسی فصیح و شیریں کلام مقرر کی دُعا سنی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک گنگے کی مخلصانہ دُعا بھی جناب الٰہی میں مقبول ہے

ٹھہرتی ہے۔

زمانہ قدیم میں دُعا کی غرض یہ بھی ہوتی تھی کہ خدا تعالےٰ سے کوئی برکت حاصل کی جائے۔ بالخصوص الٰہی قدرت کو حاصل کرنے کے لئے دُعا کی جاتی تھی۔ یعنی انسان یا تو خدا سے کچھ لینے یا اس کو پھسلانے یا ترغیب دلانے کی وجہ سے دُعا کرتا تھا۔ انسان کی بتدریج ترقی کے ساتھ ہی دُعا کا یہ قدیم تصور بھی ترقی کر کے اسفل اعلےٰ پایہ تک پہنچ گیا ہے۔ دُعا میں ہم خدا کے حضور اپنی حوائج کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن دُعا کا اصل مقصد یہ نہیں کہ اپنی خواہشات کو پُورا کروائیں بلکہ یہ کہ ہم اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے مطابق بنائیں۔ دُعا دوستی ہے۔ اور دوستی کا اساسی مقصد یا منشا یہ نہیں کہ ہم اپنے نفع کو حاصل کریں بلکہ یہ کہ اپنے دوست کے ساتھ باہمی رفاقت پیدا کریں۔ اور رفاقت اور صحبت کا مُدعا محبت اور اخلاص ہے۔ اور یہی دُعا کا بھی مُدعا ہونا چاہیئے کیونکہ دُعا کے اعلیٰ ترین معنی یہی ہیں۔

دُعا کی اولیٰ اور قدیمی صُورت اور اعلےٰ صورت کے درمیان جو فرق ہے اُسکا اصل سبب خدا سے متعلق انسان کا تصور ہے۔ قدیم انسان خدا کو درحقیقت قدرت کا منبع اور مبدا خیال کرتا تھا اور دُعا کرتا تھا کہ خدا کی یہ قدرت اس کو عنایت ہو اور خدا کا غضب دوسروں پر نازل ہو۔ وہ یہی دُعا کرتا تھا۔ کہ خدا کی بخشش اور اُس کا رحم اس کو عطا ہو اور خدا کی لعنت دُوسروں پر پڑے۔

خدا سے متعلق اس تصور کا انجام غلط ہے۔ خدا طاقت و قوت کا مالک ہے۔ وہ قادر مطلق ہے لیکن وہ نیکی اور محبت کا منبع و مبدا ہے۔ وہ اپنی طاقت و قدرت کو لعنت کرنے کے لئے استعمال نہیں کرتا۔ وہ اپنے زور اور طاقت کو

انسان کی مرضی کے مطابق صرف نہیں کرتا۔ وہ رحیم اور شفیق ہے۔ وہ تمام دُنیا کے فائدے کا خیال کرتا ہے۔ ہم اکثر اوقات بچّوں کی مانند ایسی چیزوں کی درخواست کرتے ہیں جو ہمارے لئے مفید نہیں ہوتیں اور چونکہ خدا کو اُس کا علم ہے۔ اس لئے وہ ہم کو وہ چیزیں عطا نہیں فرماتا۔ خدا کا انتہائی مقصد انسان کی بہتری اور بہبودی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ بنی نوع انسان نیک زندگی بسر کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبّت رکھیں۔ وہ ہر ایک فردِ بشر کو اپنا فرزند سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمام بشر ایک خاندان بزرگ کے شرکاء کی مانند باہم بود و باش کریں۔ پس خدا کی قدرت کو اپنے شخصی نفع کے لئے استعمال کرنا بچّوں کی سی حرکات ہیں کیونکہ اس قسم کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ ہم خدا کو تمام عالم موجودات کا خالق و مالک سمجھیں اور خلوص نیّت اور صدق دلی سے اس کے حضور جائیں۔

یسُوع مسیح کی زندگی میں دُعا اور عبادت کی بہترین مثال موجود ہے اس نے دُعا اور عبادت کے متعلق نہایت عمدہ ہدایات دیں اور ان کو اپنی زندگی میں پورا کر دکھایا۔ اہلِ یہود دعا اور عبادت کو پسند کرتے تھے۔ اور اسی طرح خداوند یسوع بھی۔ وہ اپنے عالمِ طِفلی میں عبادت کے لئے ہیکل میں جایا کرتا تھا اور جب وہ سن بلوغ کو پہنچا تو وہ مردِ دُعا بن گیا۔ وہ ہر وقت اور ہر جگہ دُعا کرتا تھا۔ صبح اور شام دُعا کرنا اُس کا عام دستور تھا۔ وہ ہیکل اور تنہائی ہر دو میں دُعا کرتا تھا۔ وہ گھروں میں اور پہاڑوں پر دُعا کرتا تھا۔ جب اُس کے شاگردوں نے کہا "ہم کو دُعا کرنی سکھا" تو اُس نے اُن کو ایک نہایت سادہ دُعا سکھائی۔ اس دُعا میں کوئی مشکل اور شاندار الفاظ نہ تھے خداوند یسُوع مسیح آزادی کے ساتھ فرزندانہ طور پر خدا کے حضور جایا کرتا تھا۔ اہل یہود چورا ہوں پر یا ہیکل

کے کھُلے مقامات پر کھڑے ہو کر دُعائیں کرتے تھے تاکہ لوگوں کی نظروں میں دیندار ثابت ہوں۔ خداوند یسُوع کو یہ طریقہ نہایت ناپسند تھا اور یہ ظاہر کرنے کو کہ کس قسم کی دُعا مقبول ٹھہرتی ہے اُس نے یہ تمثیل فرمائی۔ "دو شخص ہیکل میں دُعا مانگنے گئے۔ ایک فریسی۔ دوسرا محصُول لینے والا۔ فریسی کھڑا ہو کر اپنے جی میں یُوں دُعا مانگنے لگا۔ کہ اے خدا۔ مَیں تیرا شکر کرتا ہوں کہ باقی آدمیوں کی طرح ظالم۔ بے انصاف۔ زناکار یا اُس محصُول لینے والے کی مانند نہیں ہوں۔ مَیں ہفتہ میں دوبار روزہ رکھتا اور اپنی ساری آمدنی پر دہ یکی دیتا ہوں۔ لیکن محصُول لینے والے نے دُور کھڑے ہو کر اتنا بھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف آنکھ اُٹھائے۔ بلکہ چھاتی پیٹ پیٹ کر کہا کہ اے خدا مجھ گنہگار پر رحم کر۔ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ یہ شخص دُوسرے کی نسبت راستباز ٹھہر کر اپنے گھر گیا۔ کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائیگا۔ وہ چھوٹا کیا جائیگا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائیگا وہ بڑا کیا جائیگا۔" فریسی اپنی دینداری پر فخر کرتے تھے اور محصول لینے والوں کو بنظر حقارت دیکھتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ خدا کے حضور فقط اُن کی دُعائیں قبول ہونگی اور محصول لینے والوں کی نہیں۔ یسُوع مسیح کی اس تمثیل سے یہ صاف عیاں ہے کہ خدا اعلیٰ اور عمدہ الفاظ کی پروا نہیں کرتا بلکہ وہ ایسی دُعائیں چاہتا ہے جو فروتن اور پاک دل سے نکلتی ہیں۔ دُعا کا مُدعا فخر نہیں بلکہ فروتنی وخاکساری ہے۔

یہودیت میں قُربانیاں اور بے شمار رسوم عبادت سے متعلق تھیں۔ مُوسوی شریعت اور توریت میں دُعا اور عبادت کے بارے میں طول طویل احکام درج ہیں۔ اور جو شخص یہ چاہتا تھا کہ اُس کی دُعا اور عبادت قبول ہو ان احکام کو بجالاتا تھا ورنہ اُس کی عبادت بیکار ٹھہرتی تھی۔ یسُوع مسیح نے

عبادت کی ان ظاہری شرائط کو منسوخ کر دیا۔ اور اپنے شاگردوں کو آزادی کے ساتھ عبادت کرنے کی تلقین کی۔ اُس نے دُعا کے متعلق فرمایا کہ "جب تو دُعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا مانگ"۔ دعا کے مستجاب ہونے کے متعلق یسوع نے فقط ایک شرط بیان کی اور وہ یہ کہ ریاکاری کو دُور کر کے صادق دِل سے خدا کے حضور جاؤ۔ دُعا کی تاریخ میں یہ بڑی زبردست ترقی ہے۔ حقیقی دُعا کے لئے کوئی ظاہری یا خارجی شرائط نہیں مقرر کی گئیں۔ فقط صدق دِلی کافی ہے۔ اس طور سے یسوع مسیح نے دُعا کو بہت سادہ بنا دیا۔

اُن ایام میں اہل یہود کے درمیان یہ معاملہ زیر بحث تھا کہ دُعا کو کیا رُتبہ دیا جائے۔ یروشلیم کے یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ یروشلیم میں بالخصوص اس ہیکل میں جو کوہِ صیہون پر تھی۔ دُعا کرنی چاہئے۔ اسی وجہ سے دُعا کرنے کے لئے یہودی ملک کے تمام اکناف و اطراف سے یروشلیم کو جایا کرتے تھے۔ لیکن سامریہ کے یہودی کہتے تھے کہ سامریہ کے ایک پہاڑ پر دُعا کرنا ضرور ہے۔ اس نااتفاقی کے سبب سے یہودیوں میں بڑا فساد برپا ہوُا تھا۔ یسوع مسیح نے ہر دو کا جواب ان الفاظ میں دیا کہ "تم نہ تو اس پہاڑ پر باپ کی پرستش کرو گے نہ اس پہاڑ پر۔ خدا رُوح ہے۔ ضرور ہے کہ اس کے پرستار رُوح اور سچائی سے پرستش کریں"۔ یہ بالکل درست ہے۔ اس امر کے متعلق تنازع کرنا ضرور نہیں کہ کس مقام میں عبادت کرنا چاہئے۔ بلکہ اہم بات یہ ہے کہ راستی اور خلوص دِلی کے ساتھ پرستش کی جائے کیونکہ ایسی دُعا خدا کے حضور قبول ہوتی ہے۔ خداوند مسیح اپنے جواب میں دُعا کو ان تمام قدیمی اور غیر ضروری شرائط سے رہا کر دیتا اور خدا اور انسان کے درمیان آزادانہ تعلق پر

اُس کی بنیاد کو قائم کرتا ہے۔

خداوند یسوع نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ پاکیٔ زندگی اور اخلاق حمیدہ بھی حقیقی دُعا کی بنیاد ہیں۔ فقط وہی دُعا مقبول ہوتی ہے جو پاک زندگی اور راست دِل سے نکلتی ہے۔ یسوع مسیح نے اُن لوگوں کو جو اپنی قربانیاں لے کر عبادت کے لیئے ہیکل میں جاتے تھے یہ صلاح دی کہ "اگر تُو قربان گاہ پر اپنی نذر گذرانتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہیں قُربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر۔ تب آکر اپنی نذر گزران" چاہیئے کہ قُربانی گذراننے سے پیشتر ہم اپنی زندگی کو درست کریں اور اپنی ضمیر کو صاف کریں۔ وہ شخص جو اپنے بھائی سے جھگڑتا اور فساد کرتا ہے۔ کس طرح خدا سے دُعا کر سکتا ہے؟ کس طرح وہ شخص جو بازار میں دوسروں کو فریب دیتا ہے ہیکل میں جاکر خدا کی عبادت کر سکتا ہے؟ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے جس کو وہ دیکھ سکتا ہے محبّت نہ رکھے۔ لیکن خدا سے جو انسان کی نظروں سے غائب ہے محبّت رکھ سکے؟ ایسی دُعائیں خدا کو پسند نہیں۔ خدا انسان کے دِل سے واقف ہے۔ وہ ہم سے اخلاص اور پاکیٔ دِل چاہتا ہے۔

خداوند یسوع مسیح کے ذیل کے الفاظ دُعا اور عبادت سے متعلق حقیقتوں کا خلاصہ بیان کرتے ہیں "جب تو دُعا مانگے تو اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا مانگ۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں تجھے دیکھتا ہے تجھے بدلہ دیگا۔ اور دُعا مانگتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کیطرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سُنی جائیگی۔ پس اُن

کی مانند نہ بنو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم
کن کن چیزوں کے محتاج ہو۔ پس تم اس طرح دُعا مانگا کرو کہ اے ہمارے
باپ تُو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہت آئے۔
تیری مرضی جیسی آسمان پر پُوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز
کی روٹی آج ہمیں دے۔ اور جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف
کیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا۔
بلکہ بُرائی سے بچا۔ اس لئے اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو
تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور
معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا۔